پاکستان میں احمدیوں پر مظالم

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۷ رستمبر ۱۹۸۴ء بمقام مسجد فضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:

گزشتہ جمعہ کے خطبہ میں میں نے قرآن کریم کی بعض آیات کی تلاوت کے بعد یہ بتایا تھا کہ جہاں تک قرآن کریم کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے شرعی عدالت یا شرعی حکومت کا ایک ہی تصور ہے جو قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے اور وہ ہے انصاف۔ اگر عدل مشترک ہو حکومت میں اور عدالت میں ہو تو دونوں ہی شرعی عدالتیں اور شرعی حکومتیں کہلا سکتی ہیں کیونکہ قرآن کریم نے نہ تو کوئی طرز حکومت بیان فرمائی ہے اور نہ ہی کوئی طرز عدالت بیان فرمائی ہے۔ البتہ ایک بنیادی شرط رکھ دی دونوں میں اور وہ ہے عدل اور انصاف کا قیام۔ اگر کوئی حکومت غیر کی بھی ہو لیکن عدل پر قائم ہو تو اس سے ملک کے شہریوں کو کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں لاحق ہو سکتا۔ کوئی آپ تصور ہی نہیں کر سکتے کہ حکومت عدل پر قائم ہو یعنی اقتصادی عدل بھی کر رہی ہو، معاشی عدل بھی کر رہی ہو، تمدنی عدل بھی کر رہی ہو، انتظامی عدل بھی کر رہی ہو۔ وہ حکومت کیسے آئی تھی کیوں آئی تھی کون لوگ تھے اس سے قطع نظر اس ملک کے باشندوں کا حق غصب نہیں کیا جا سکتا ہے اور انہیں ہر طرح کی آزادی نصیب ہو جائے گی کیونکہ آزادی کے لئے پہلی شرط عدل ہے اور اگر عدالت کا تصور باندھیں تو وہاں بھی اگر عدل کا قیام ہے تو ہر عدالت خواہ اس عدالت کے منصفین کوئی بھی مذہب رکھتے ہوں اگر عدل کے مطابق فیصلے کریں گے تو وہ خدا

کی رضا کے مطابق فیصلے کریں گے اور اسی کا نام شرعی عدالت ہے لیکن اگر کسی ملک میں نہ تو حکومت میں عدل پایا جاتا ہو اور نہ عدالت میں عدل پایا جاتا ہو اور حکومت ایک عدالت کو شرعی عدالت کہے اور عدالت ایک حکومت کو شرعی حکومت کہے تو اس سے تو وہی مثال سامنے آجاتی ہے کہ من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو کہ بھائی آؤ اتحاد کر لیتے ہیں۔ میں تمہیں حاجی کہتا ہوں تم مجھے حاجی کہا کرو دونوں کا کام بن جائے گا تو بعض ملکوں میں اسی قسم کی شرعی عدالتیں قائم ہیں نہ تو حکومت شرعی نہ انکی بنائی ہوئی عدالتیں شرعی اور دونوں ایک دوسرے کو شرعی قرار دے رہے ہیں۔

جہاں تک پاکستان کی حکومت کا تعلق ہے اسکے انصاف کے کارنامے تو بہت ہی ایک وسیع مضمون ہے، اس میں تو جہاں تک ملکی حالات کا تعلق ہے عام انصاف جس طرح بٹ رہا ہے اس پر میں کچھ لب کشائی نہیں کرنا چاہتا۔ سارا ملک جانتا ہے کہ وہاں انصاف کا کیا عالم ہے۔ انصاف بکتا ہے یا خریدا جاتا ہے یا زبردستی حاصل کیا جاتا ہے یا سفارش چاہئے انصاف کیلئے یا پولیس کا ڈنڈا چاہئے جو کچھ بھی حالات ہیں سارے ملک پر روشن ہیں اور کسی بحث کی ضرورت نہیں ملک کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ انصاف کس جانور کو کہا جاتا ہے لیکن جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے وہ ہم پر گزر رہی ہے وہ ہم جانتے ہیں کہ کیا ہو رہا ہے؟ اسکے متعلق میں چند باتیں یاد دہانی کے طور پر آپ کے سامنے رکھتا ہوں تا کہ آپ کو اندازہ ہو سکے کہ قرآنی اصطلاح میں یہ حکومت کس حد تک شرعی حکومت کہلانے کے مستحق ہے اور ان سلطانوں کا نام اسلامی سلطان رکھا جاسکتا ہے یا نہیں۔

حیرت انگیز بات ہے کہ ایک حکومت جو انصاف پر قائم ہو اور حق پرستی کا اعلان کر رہی ہو وہ قانون بنا کر اپنے شہریوں کو جھوٹ بولنے پر مجبور کرے۔ ایسی حیرت انگیز بات ایسا تضاد دنیا میں سوچا بھی نہیں جاسکتا کہ اعلان یہ ہے کہ ہم حق پرست ہیں اور حق کی بنا پر جو کر رہے ہیں وہ کر رہے ہیں۔ ہمارا ہر فیصلہ شریعت کے مطابق اور شریعت کے منشا کو پورا کرنے کی خاطر ہے اور فیصلہ یہ ہے کہ اگر تم نے جھوٹ نہ بولا تو تمہیں سزا دی جائے گی۔ جو کچھ تم اپنے متعلق یقین کرتے ہو اگر اسکے برعکس بات نہ کہی تو نہ صرف قانون کی زد میں آؤ گے بلکہ بعض بنیادی شہری حقوق سے محروم کئے جاؤ گے مثلاً ان حقوق میں سے ایک ہے کہ ووٹ دینا اور اپنے حاکم کو چننے میں جو شہری حق ہے اس کا استعمال کرنا۔

قطع نظر اسکے کہ باقی کسی کو یہ حق نصیب ہوا ہے یا نہیں لیکن باقیوں کو کم از کم کاغذی حق تو نصیب ہے اس شرط کے ساتھ کہ اگر کبھی الیکشن ہوں اور اس شرط کے ساتھ کہ وہ الیکشن انصاف پر مبنی ہوں اور اس شرط کے ساتھ کہ اگر وہ انصاف پر مبنی ہوں تو ان پر عمل درآمد بھی ہو۔ اگر باقیوں کو حق یہ نصیب ہے قانونی طور پر یا رسمی اور کاغذی طور پر تو ہمیں یہ بھی نصیب نہیں۔ ایک بھی احمدی سارے پاکستان میں الیکٹوریٹ (Electorate) لسٹ پر نہیں ہے جس کو (Disenfranchisement) کہتے ہیں انگریزی میں یعنی حق انتخاب سے کلیتہً ہر احمدی کو محروم کر دیا گیا ہے۔ وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ جب تک تم اپنے ضمیر کو نہیں کچلتے، اپنے عقیدہ کے خلاف خود اپنے ہاتھ سے نہیں لکھتے کہ میرا عقیدہ وہ نہیں ہے یہ ہے اس وقت تک تمہیں ہم اس بنیادی حق کا حصہ دار قرار نہیں دے سکتے۔ اور یہ جو چھری ہے یہ اتنی وسیع چل رہی ہے کہ ایک بھی سارے ملک میں ایسا شعبۂ زندگی نہیں جو اس چھری سے متاثر نہ ہوا ہو، جس میں احمدیوں پر ظلم کی یہ چھری نہ چلائی گئی ہو اور یہ چھری ایسی ہے جو ماضی میں جا کر بھی ذبح کرتی ہے صرف مستقبل میں نہیں۔ یعنی چھری تو آج ایجاد ہوئی ہے لیکن ذبح کر رہی ہے گزشتہ سالوں میں جب کہ یہ چھری ابھی بنائی ہی نہیں گئی تھی۔ جب بے انصافی ہو تو بچارے زمانہ سے بھی ناانصافی ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اب جو خبریں آ رہی ہیں کہ بہت سے طلبا کو اس جرم میں کالجوں سے نکال دیا گیا کہ انہوں نے اس آرڈی ننس کے بننے سے پہلے، کہ جو احمدی اپنے آپ کو مسلمان لکھے گا اسکو یہ سزا ملے گی اس سے ایک سال پہلے، یا دو سال پہلے یا تین سال پہلے اپنے آپ کو مسلمان کیوں لکھا تھا؟ تو چھری تو بعد میں بنی اور ذبح پہلے کر رہی ہے اور یہ واقعات جو ہیں یہ ناانصافی کی دنیا میں ملتے ہیں۔ اندھیر نگری جب ہو تو قانون ہی کوئی نہیں چلتا۔ زمانہ بھی نہیں دیکھا جاتا حالات بھی نہیں دیکھے جاتے بس جس طرف بھی زور چلے اسی کا نام قانون بن جاتا ہے۔

پھر ایسے احمدی موجود ہیں جنہوں نے پاسپورٹ پر قانون بننے سے پہلے اپنے آپ کو احمدی مسلمان لکھوایا۔ بعض صورتوں میں لکھنے والے نے احمدی لکھ دیا اور مسلمان کاٹ دیا۔ کسی شریف النفس کو خیال آیا کہ واقعی مسلمان ہیں کہتے ہیں تو میں کیوں نہ لکھوں اس نے مسلمان لکھ دیا اور یہ سارے

واقعات اس آرڈی نینس کے بننے سے پہلے کے ہیں۔ آرڈی نینس بننے کے بعد ان لوگوں کو قید کیا گیا جن کا علم حکومت کو ہوا ان کے اوپر مقدمے بنائے گئے اور بعض ابھی بھی ان میں سے قید میں ہیں کہ تم نے آرڈی نینس بننے سے پہلے کیوں نہیں پتہ کر لیا کہ یہ آرڈی نینس بننے والا ہے۔ یہ جرم ہے۔

السلام علیکم کہنے کے جرم میں احمدی پکڑے گئے اور قیدیں بھگتنے لگے۔ اس جرم میں کہ ہمارا مولوی کہتا ہے کہ اسکو تمہاری جان سے خطرہ ہے احمدی پکڑے گئے اور پھر ان کی ضمانتیں نہیں لی گئیں یہاں تک کہ پشاور ہائیکورٹ تک بات پہنچی۔ یہ پھگلہ ضلع ہزارہ کا واقعہ ہے۔ تمام ضلعی عدالتوں نے انصاف دینے سے انکار کر دیا کہ اتنا بڑا جرم کہ ہمارا مولوی کہتا ہے اسکو فلاں سے خطرہ ہے اور ہم تمہیں چھوڑ دیں اور جب وہ عدالت میں ہائی کورٹ میں بالآخر ضمانت ہوئی تو انہوں نے بہت اچھی ترکیب نکالی۔ جو مقدمہ سننے آئے ہوئے تھے ان میں سے احمدی پکڑ کر قید کر دیئے کہ اچھا جتنے چھڑواتے ہیں اتنے ہم دوبارہ پکڑ لیتے ہیں بلکہ ان کی تعداد زیادہ ہے جو بعد میں پکڑے گئے۔

یہ انصاف کا پیمانہ ہے جس کے ذریعہ احمدیوں کو انصاف مل رہا ہے۔ باقی ملک کا جو حال ہوا ہوگا وہ اللہ بہتر جانتا ہے کہ کیا ہے۔ اس ناانصافی میں بھی احمدی بہر حال شریک ہے کیونکہ ملک کی عام ناانصافی میں بھی احمدی حصہ دار ہے لیکن یہ زائد ہے۔

ایک اغوا کا قصہ بڑا دلچسپ قصہ چل رہا ہے ملک میں۔ کوئی مولوی کہیں غائب ہو جائے اور کوئی یہ اعلان کر دے کہ احمدی نے اغوا کیا ہے تو جس کا نام لے گا وہ پکڑا جائے گا۔ چنانچہ بعض ایسے علما بھی پکڑے گئے بعد میں خود جن کے متعلق سارے ملک میں شور پڑ گیا کہ دیکھ لو دیکھ لو جماعت احمدیہ نے اغوا کروا دیا ہے ایک اور مولوی اور وہ چلے تھے سکھر کے لئے تو پہنچے ہوئے تھے کوئٹہ اور جب کوئٹہ سے پکڑے گئے تو مولانا کا بیان یہ تھا کہ بس پتہ نہیں میرے دماغ کو کیا ہو گیا تھا جہاں میں نے جانا تھا وہاں اترنے کی بجائے کہیں اور چلا گیا۔ وہ اس لئے کہ وہ پکڑا گیا پتہ لگ گیا کہ کہاں پہنچا ہوا ہے ورنہ ایک اور اغوا کا کیس بننا تھا اور اب یہاں تک کہ بعض علما یہ نہیں پسند کرتے کہ ان کے بچے واقعۃً نظر سے غائب ہو جائیں اب انہوں نے ایک اور ترکیب سوچی ہے کہ مثلاً مولانا منظور چنیوٹی صاحب ہیں ان کا دماغ ان باتوں میں بڑا زرخیز ہے، ان کو یہ ترکیب سوجھی کہ ایک اور لڑکے کے

متعلق یہ الزام لگایا گیا کہ بعض احمدی اس لڑکے کو اغوا کرنے کی کوشش کر رہے تھے مولانا منظور چنیوٹی صاحب کا بچہ سمجھ کر اس لئے وہ پکڑے جانے چاہئیں۔ پرانے معاملات نکال کر جہاں غنڈوں، لفنگوں نے نہایت ہی گندے الزام کسی پر لگائے ہوئے تھے پولیس نے یہ سمجھا کہ اتنے لغو اور بے ہودہ الزامات ہیں ان کی شنوائی نہیں ہونی چاہئے اس لئے ان کاغذات کو داخل دفتر کر دیا گیا تھا۔ اب وہ پرانے کاغذات نکال کر پھر ان پر مقدمے بنائے جا رہے ہیں۔

تو انصاف جس طرح بٹ رہا ہے اسکی میں ہر ایک جہت میں ایک ایک دو دو مثالیں دے رہا ہوں ورنہ ان کی بکثرت مثالیں موجود ہیں۔ ملازموں کو برطرف کیا جا رہا ہے نہ صرف یہ کہ حکومت کے ملازموں کو بلکہ حکومت سے باہر جو پرائیویٹ ادارے ہیں ان کو بھی حکماً برطرف کروایا جا رہا ہے ملازمتوں سے۔ ایک واقعہ میں نے پہلے بھی بیان کیا تھا ایک مل ہے اس مل کے ایک احمدی ملازم کو ڈپٹی کمشنر کے حکم سے اس لئے برطرف کروایا گیا کہ وہ سٹینو گرافر تھا اور یہ حکم جاری ہوا کہ اتنا بڑا اہم عہدہ کہ کوئی سٹینو گرافر ہو اور تم کہتے ہو کہ (Key Post) پر احمدی نہیں کلیدی آسامی نہیں ہے۔ اس مینجر بچارے کو بھی ڈانٹ پڑی جس نے پہلے یہ جواب دیا تھا کہ کوئی احمدی کلیدی آسامی پر نہیں ہے اور اسکو حکماً برطرف کروا دیا گیا۔ ایک مِل کے ایک ملازم سے نیکی اور ثواب کی خاطر فوراً کوارٹر چھین لیا گیا کہ تم احمدی ہو تمہارا مل کے کوارٹروں میں رہنے کا کوئی حق نہیں۔ اس نے مجھے اطلاع دی کہ مجھے پہلے یہ خیال آیا کہ میری قربانی ہے مجھے وہ کہتے تھے کہ تم کہہ دو میں احمدی نہیں ہوں ہم تمہیں فوراً دے دیتے ہیں تو میں نے کہا اس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تم مجھے نکال دو جو مرضی ظلم کرو لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں کوارٹر کی خاطر یا کوئی دنیا کے لالچ کی خاطر احمدیت سے انکار کر دوں۔ انہوں نے نکال دیا لیکن پھر مجھے خیال آیا کہ مجھ سے زیادہ تو میری بیوی کی قربانی ہے، آٹھ ماہ کی حاملہ بہت چھوٹی سی کوٹھڑی میں انتہائی گرمی میں جہاں پنکھے کا بھی انتظام نہیں تھا اور پہلے سے اسکی طبیعت خراب تھی نہ صرف یہ کہ حوصلے سے وقت گزارتی رہی بلکہ مجھے حوصلے دیتی رہی کہ خبردار کسی بات میں دبنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جو کچھ ہوگا بالکل ٹھیک ہے۔ یہ اسلامی نظام کا نفاذ ہو رہا ہے۔

ایک اور دلچسپ قصہ یہ چلایا جا رہا ہے کہ دھمکیاں ملنے لگ گئی ہیں علما کو تحریری اور ہر تحریری

دھمکی جو منسوب کی جاتی ہے کسی احمدی کی طرف اس پر مقدمہ قائم کر دیا جاتا ہے اور ایسی ایسی لغو اور جاہلانہ باتیں سامنے آرہی ہیں کہ دنیا کی کوئی حکومت تصور بھی نہیں کر سکتی کہ ان باتوں پر بھی مواخذہ ہو سکتا ہے اور کوئی ان کو اہمیت دے سکتا ہے کہ ہاں ایسا ہو سکتا ہے۔ ہمارے ناظر صاحب اصلاح وارشاد ہیں سلطان محمود انور صاحب ان کے نام پر، ان کے پیڈ کے اوپر ایک مولانا کے نام جو ربوہ کے مولانا ہیں ان کے نام دھمکی کا خط کہ میں ناظر اصلاح وارشاد تمہیں بتاتا ہوں کہ اگر تم بکواس کرنے سے باز نہیں آؤ گے تو میں تم سے ایسا سلوک کروں گا کہ جہاں اسلم قریشی ہے وہاں پہنچا کر چھوڑوں گا اور یہ دھمکی کا خط اور دستخط جیسے ان کے نہیں ہیں۔ دستخط بھی بنانے کی کوشش کی نہیں بن سکے اس سے اور یہ ایک باقاعدہ پولیس میں مقدمے کے طور پر درج ہوا ہوا ہے کہ ہاں یہ بالکل ٹھیک ہے تم نے لکھا تھا۔ جہالت کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔ اشتراکی حکومتوں کے متعلق فرضی داستانیں ہیں۔ یہ اللہ بہتر جانتا ہے مگر بڑی ظلم کی داستانیں مشہور ہیں ان کی طرف منسوب کردہ لیکن جہالت اتنی نہیں ہے۔ وہ بناتے ہیں تو سلیقے اور عقل سے بات بناتے ہیں۔ یہاں تو نہ سلیقہ رہا ہے نہ تو عقل ہے صرف ظلم کا فیصلہ ہے کہ ہم نے بہر حال ظلم کرنا ہے۔

دنیا کی متمدن حکومتوں میں کبھی یہ نہیں دیکھا گیا تھا کہ حکومت مذہبی لحاظ سے فریق بن گئی ہو اور اپنے شہریوں سے حاصل کردہ ٹیکس سے ان کے خلاف فریق بن کے ان کے مذہب پر حملے کرنے لگ جائے۔ بعض حکومتوں میں بعض مذاہب کے متعلق کہا جاتا ہے یا بعض فرقوں کے متعلق کہ وہ Ban ہو گئے ہیں لیکن یہ تماشہ ان متعصب حکومتوں میں بھی کبھی نہیں دیکھا گیا کہ حکومت ایک مذہبی فریق بن کر ان کے خلاف نظریاتی لٹریچر شائع کرے اور لٹریچر بھی شائع نہ کرے بلکہ نہایت جھوٹا اور ذلیل اتہامات پر مبنی لٹریچر شائع کرے اور جب اسکے مقابل پر آواز اٹھائی جائے کہ اس کا جواب دینے کی ضرورت ہے ہمیں اجازت دی جائے تو وہ کہیں کہ تم کیا حق رکھتے ہو جواب دینے کا؟ یہ تو صرف ہمارا کام ہے فیصلہ دینا اور لکھو کہا روپیہ دے کر بعض رسائل کے منہ کالے کروا دیئے گئے ہیں۔ نہایت گندے اور بودے الزامات حضرت مسیح موعود علیہ السلاۃ والسلام کے اوپر لگوا کر اور بکواس کروا کر اور پھر جھوٹ بولنے میں بھی عقل ذرا نہیں کی گئی۔ بعض جھوٹے حوالے جو نیشنل اسمبلی میں حضرت مسیح

موعود علیہ الصلوۃ والسلام یا بعض کتب کی طرف منسوب کر کے پیش کئے گئے تھے اور وہاں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے بتادیا تھا کہ میاں حوالے تو درست کرلو جو کہنا ہے کہو لیکن کم سے کم حوالے تو میں تمہیں بتاتا ہوں کہ حوالہ یہ نہیں یہ ہے مثلاً ایک کتاب ہے جو حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی ہے جب 1974ء میں نیشنل اسمبلی میں معاملہ پیش ہوا تو اس کتاب کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی طرف منسوب کر کے یہ الزام لگایا گیا کہ اب بتاؤ تم تو کہتے تھے کہ ہمارے علما نے کچھ لکھ دیا ہو تو ہمیں غرض نہیں ہے۔اب تو یہ تمہارے خلیفہ کی بات ہے خلیفہ یہ لکھ رہا ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا کہ اتنے غلط حوالے تم دیتے ہو ایک یہ بھی ہے۔اس میں تم نے مصنف کا نام ہی بدل دیا ہے۔یعنی مرزا بشیر احمد نام ہے یہ خلیفہ نہیں تھے بلکہ مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفہ تھے۔درستی کروادی،اب پھر جو حکومت نے وائٹ پیپر شائع کیا ہے اس میں وہی حوالہ اسی طرح دے دیا ہے۔اتنی بھی تکلیف نہیں کی کہ جو جھوٹ پہلے سے جماعت نے کھول دیا تھا اور بتادیا تھا بلکہ ترکیب بتادی تھی کس طرح تم نے اسکو استعمال کرنا ہے اتنی بھی عقل نہیں ہے۔

بعض کتابیں جن کے فرضی نام تھے۔وہ کتابیں ہی نہیں۔وہ بھی وائٹ پیپر میں اسی نام سے شائع ہو گئیں۔مثلاً کوئی ایسا نام کہ ’’مرزا غلام احمد صاحب کے ارشادات اور مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی‘‘۔ایسی ایسی لغو باتیں اور پھر سیاق وسباق سے اٹھا کر جو حوالے سچے وہ بھی جھوٹے ان معنوں میں کہ نہ دائیں سے دیکھا اور نہ بائیں سے دیکھا جو مضمون بیان کرنا مقصد ہی نہیں ہے لکھنے والے کا اس مضمون میں حوالے پیش کئے گئے اور ثابت کیا جارہا ہے کہ **نعوذ باللہ من ذلک** حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اپنے آپ کو آنحضرت ﷺ سے افضل سمجھتے تھے۔

جہالت کی حد ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی کسی نے کتابیں سرسری نظر سے بھی پڑھی ہوں وہ اور جو کچھ کہے گا مگر یہ الزام نہیں لگا سکتا۔ایسے بڑے بڑے مخالفین گزرے ہیں جو یہ کہا کرتے تھے کہ باقی سب کچھ ہے لیکن ہیں عاشق آنحضرت ﷺ کے۔ظفر علی خان مرحوم نے اپنی مسجد پر جو شعر لکھوائے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے تھے۔جب عشق رسولؐ کی بات ہوتی تھی تو بعض پرانے زمانہ کے شدید مخالف بھی لازماً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ہی کے اقتباسات

استعمال کرتے تھے اسکے بغیر چارہ نہیں تھا۔شعر بھی وہیں سے لیتے تھے نثر بھی وہیں سے لیتے تھے لیکن اس زمانہ کا تو سارا حلیہ ہی بگڑ گیا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام پر یہ الزام کی جرأت ہے کہ نعوذ باللہ حضرت رسول کریم ﷺ سے اپنے آپ کو افضل سمجھتے تھے۔آپ یہ لکھتے ہیں کہ میرے اعمال اگر کوہ ہمالہ کے برابر بھی ہوتے اور ایک معاملے میں بھی میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے روگردانی کرتا تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان اعمال کی اتنی بھی قیمت نہیں تھی کہ جتنی ایک؟ کی ہوتی ہے وہ سارے اعمال اٹھا کر جہنم میں پھینک دیئے جاتے۔(تجلیات الٰہیہ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۴۱۱،۴۱۲)

یہ عظمت ہے اور یہ جلال ہے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کا آپؑ کے دل میں اور اس مبیّنہ مزعومہ وائٹ پیپر میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ دیکھ لو ثابت ہو گیا کہ نعوذ باللہ افضل سمجھتے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام پر یہ بھی ایک الزام ہے کہ خدا ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ساری دنیا جانتی ہے، سارا پاکستان جانتا ہے، یہ سب لوگ بھی جانتے ہیں خود کہ یہ جھوٹ ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام تو اپنے آنے کے دو مقاصد بیان کرتے ہیں۔ایک توحید کا قیام اور ایک بنی نوع انسان کی سچی ہمدردی۔میں ان دو مقاصد کے لئے معبوث کیا گیا ہوں۔

اور تمام کلام عظمت توحید سے بھرا ہوا ہے۔حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات میں خدا تعالیٰ کی محبت اور عشق کے جو کلمات ہیں وہ اتنی قوت رکھتے ہیں اپنے اندر کہ عام سننے والا وجد میں آجاتا ہے۔ ایک دفعہ گورنمنٹ کالج میں نیو ہوسٹل کی بات ہے میں نے کشتی نوح پڑھتے پڑھتے وہ میں نے نماز کا وقت ہو گیا تھا اسی طرح رکھ دی جہاں وہ ذکر ہے۔’’ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں۔‘‘(کشتی نوح روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ:۲۱) اور نماز شروع کر دی اتنے میں میرے ایک غیر احمدی دوست وہاں آئے اور انتظار میں انہوں نے وہ کتاب وہیں سے اٹھائی اور پڑھنی شروع کی اور ان سے برداشت نہ ہو سکا کہ میرا انتظار ہی کر لیں اونچی آواز سے جھومتے جھومتے وہ فقرے پڑھنے لگے اور ساتھ کہ حیرت انگیز کلام ہے، کس کا کلام ہے؟ اور نماز سے فارغ ہو کے میں نے انہیں بتایا کہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا کلام ہے تو کچھ تھوڑی سی اوس تو پڑی لیکن اسکے بعد پھر

مخالفت کا رنگ نہیں رہا۔شرافت اس زمانہ میں موجود ہوتی تھی یعنی باوجود اسکے کہ وہ جوش نہیں دکھایا جو پہلے تھا لیکن پھر اسکی کا یا اس لحاظ سے پلٹ گئی تھی کہ پھر اس نے کبھی بھی مخالفت نہیں کی اس دوست نے بلکہ بعض غیر مجالس میں بھی بیٹھ کر وہ ہمیشہ احمدیت کے متعلق یہ ضرور کہا کرتے تھے کہ یہ لوگ آنحضرت ﷺ اور خدا کے عاشق ہیں۔

تو بہر حال وہ زمانہ بدل گیا اب حکومتیں اپنے خرچ پر ایسا مواد شائع کروا رہی ہیں جن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو نعوذ باللہ خدا ثابت کیا جائے ،آنحضرت ﷺ سے افضل کہا جائے۔کیوں ہو رہا ہے یہ؟ واضح حقیقت یہ ہے کہ جب ایک شخص کے اندر حسن ہوگا اور یہ خطرہ ہو کہ جو اسے دیکھے گا وہ اسکا عاشق ہو جائے گا تو پھر ایک فرضی انسان بنا کر مکروہ اور منحوس اس کی صورت میں پیش کیا جاتا ہے۔احمدیت کو اب یہ اس طرح پیش کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ان کے لئے کوئی اور چارہ نہیں رہا۔احمدیت کو اپنے اصلی لباس میں اپنی اصل حالت میں جو ہم یقین رکھتے ہیں جو ہمارے ارادے جو ہماری سوچ ہے اگر اسی طرح یہ دنیا کے سامنے پیش ہونے دیں تو دیکھتے دیکھتے ملک احمدی ہونا شروع ہو جائیں۔ملک کے بعد ملک احمدی ہونا شروع ہو جائیں گے۔اب یہ ساری تکلیف ان کو یہ ہے کہ احمدیت کو بگاڑ کر پیش کیا جائے تا کہ اصلی حقیقت کسی کے سامنے نہ آئے اسلئے فرضی باتیں بنا رہے ہیں۔

زمانہ جاہلیت میں انگلستان میں بھی یہ رواج تھا کہ پتلے بنا کر ان کو سوئیاں چبھویا کرتے تھے اور یہ جادو تھا ان کا۔اصلی آدمی تک رسائی نہ ہو تو پتلوں کو سوئیاں چبھویا کرتے تھے کہ اس کا دکھ اسکو پہنچے گا اس لئے جو فرضی احمدیت انہوں نے بنائی ہے اسکو یہ کانٹے چبھو رہے ہیں لیکن پہلا جادو تو کام نہیں کیا کرتا تھا یہ جادو اس حد تک ضرور کام کر گیا ہے کہ اس فرضی پتلے کو جو سوئیاں چبھوتے ہیں اس کا دکھ احمدی کو ضرور پہنچتا ہے۔احمدی جانتا ہے کہ پتلا فرضی ہے لیکن میخیں ان دلوں میں ٹھونکی جاتی ہیں جو اصلی اور حقیقی ہیں کیونکہ ان کے پیاروں کو گندی گالیاں دی جاتی ہیں ان کے اوپر جھوٹے الزام لگائے جاتے ہیں ان کے متعلق ہر قسم کی فحش کلامی کی جاتی ہے اور اس کا نام انصاف ہے۔

جب احمدی ان باتوں کا ذکر کرتے ہیں کہ اس ملک میں یہ ہو رہا ہے اور انصاف کا عالم یہ ہے کہ مردے اکھیڑ دیئے گئے ہیں اور زبردستی لاشوں کو باہر نکلوایا گیا کہ اس سے باقی قبرستان ناپاک ہو

جائے گا۔ ساری دنیا میں کس قسم کے لوگ کس قسم کے لوگوں کے ساتھ دفن ہیں؟ کیسے کیسے وہ وجود تھے کن کن وجودوں کے ساتھ انکی قبریں ہیں؟ یہ بڑا لمبا تحقیق طلب معاملہ ہے۔ کہیں کوئی بزرگ ولی اللہ ہے اسکے ساتھ کوئی چور ڈاکو زانی شیطان ساتھ دفن ہوا ہوا ہے اور ایک کی قبر دوسرے پر کوئی اثر نہیں ڈال رہی یہاں تک کہ صحابہ کی قبروں کے پاس مشرکین کی قبریں ہیں اور یہ تاریخی طور پر ایک ثابت حقیقت ہے کہ بڑے بڑے بزرگ صحابہ کے ساتھ مشرکین کی قبریں ہیں لیکن اُن کو کوئی دکھ نہیں پہنچتا۔ ایک احمدی کی قبر ایسی ہے جسکی وجہ سے فوراً ساتھی کو عذاب ملنا شروع ہو جاتا ہے۔ یہ عجیب بات ہے اللہ تعالیٰ کا انصاف بھی پتہ نہیں کہاں چلا گیا یا یہ نظام کیسے بدل گیا اگر ایک احمدی کا عذاب ساتھی کو ملتا ہے تو شاید اس کا ثواب اس احمدی کو مل رہا ہو یہ بھی تکلیف ہے۔ ہر بات الٹ گئی ہے کیونکہ دماغ الٹے ہیں اس لئے سمجھتے ہیں کہ اللہ کے ہاں بھی کوئی انصاف نہیں ہے۔ ایک احمدی کسی غیر احمدی قبرستان میں دفن ہو جائے گا تو سارے مردوں کو عذاب ملنا شروع ہو جائے گا۔ اس لئے اکھیڑ کے قبریں باہر پھینک دو اور ان سب باتوں پر فخر ہے یعنی لطف کی بات یہ ہے کہ ان سب باتوں پر سر اونچے ہو رہے ہیں ملک میں اور دادیں دی جارہی ہیں ایک دوسرے کو۔

اخبارات ہیں جو وقف ہو گئے سلطان کی تعریف میں کیسا عظیم الشان اسلامی سلطان آیا ہے جس نے اتنے عظیم الشان کارنامے کر دیئے ہیں کہ ملک کی ساری فضا بدل دی ہے احمدیوں کے خلاف اور جب یہی باتیں احمدی باہر لوگوں کو بتاتے ہیں تو پھر یہ الزام شائع ہوتے ہیں کہ احمدی ملک کے دشمن ہیں ملک کو بدنام کر رہے ہیں۔ بھئی تمہارے کارناموں کو بتا رہے ہیں جن پر تمہارے سر فخر سے اونچے ہیں بدنامی کیسے ہوگئی ملک کی۔ بدنامی تو تب ہوتی تم اپنے ملک میں کوئی حیا کرتے اور ان چیزوں کو چھپانے کی کوشش کرتے۔ اگر تم چھپانے کی کوشش کر رہے ہوتے دبانے کی کوشش کر رہے ہوتے اور احمدی باہر بتا رہے ہوتے تو پھر کچھ الزام لگ جاتا کہ دیکھو ہم تو گناہ کرتے تھے لیکن چھپاتے تھے ان لوگوں نے پردہ دری کر دی۔ مگر کوئی ایک دن کا اخبار تو نکالو جس میں یہ خبریں فخر سے شائع نہ ہوئی ہوں۔ ایک خبر کسی احمدی نے کسی دوسرے اخبار کو نہیں دی جس کا حوالہ پاکستان کے اخباروں میں سے نہ ملتا ہو۔ کسی احمدی نے چائے پی کسی ہوٹل میں تو اس کے برتن توڑ کر اس سے پیسے

وصول کئے گئے اور اخبار فخر کر رہے ہیں کہ دیکھو کتنا عظیم الشان کارنامہ ہے احمدی برتن گندے کر گئے اور یہودی، دہریہ، رشوت خور دن رات حرام کھانے والے ان برتنوں میں کھاتے پیتے گند کرتے اور کسی کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ سارا نظام بگڑ گیا ہے، ساری فضا غیر منصفانہ ہوگئی ہے اور جب یہ باتیں باہر کی دنیا کو بتائی جارہی ہیں کہ دیکھو قابل فخر کارنامہ تو پھر یہ شکوہ ہے کہ تم ہمیں بدنام کرتے ہو۔ کبھی نیک نامیوں سے بھی کوئی بدنام ہوا کرتا ہے؟ اور اگر نیک کام نہیں ہے تو جو باہر جا کر بدکام بن جاتے ہیں وہ ملک کے اندر کیسے نیک کام ہو گئے۔

بجائے اس کے کہ طبیعت استغفار کی طرف مائل ہوتی اور توبہ کا دروازہ کھٹکھٹایا جائے دن بدن یہ رجحان بڑھ رہا ہے اور حکومت اس میں کھلم کھلا ذمہ دار ہے کہ زیادہ تنگ کرو، زیادہ ان کے خلاف جھوٹے مقدمے بناؤ، زیادہ مصیبتوں میں مبتلا کرو تا کہ کسی طرح یہ تنگ آ کر یا اپنا مذہب چھوڑ دیں اور یا پھر اس ملک میں اس طرح کی زندگی بسر کریں جیسے بے وطن ہو جاتے ہیں اور اسکی بڑی وجہ ایک خوف ہے۔ حکومت کو دن بدن یہ خوف بڑھتا چلا جا رہا ہے کہ ہم اتنے مظالم کر چکے ہیں یہ ہو کیسے سکتا ہے کہ جماعت نے مقابل پر کوئی سکیم تیار نہ کی ہو۔ ساری دنیا سے ٹوہیں لی جارہی ہیں کہ اب یہ کیا کر رہے ہیں اور کیا سوچ رہے ہیں اور چونکہ نظر کچھ نہیں آتا اس لئے اندازہ لگاتے ہیں کہ ضرور کچھ نہ کچھ کر رہے ہوں گے اس لئے اور مارنا چاہئے اور ابھی بھی چونکہ ہم نے اور مارا ہے اسلئے کوئی سکیم ان کے دماغ میں آ گئی ہوگی اس لئے کچھ اور مارنا چاہئے تا کہ اٹھ ہی نہ سکیں۔

یہ ویسی ہی بات ہے جیسے ایک اندھے نے اور ایک سوجاکھے نے مل کر مشترکہ پیسوں سے ایک دفعہ مٹھائی خریدی۔ جب وہ کھانے لگے تو کچھ دیر بعد اندھے کو خیال آیا کہ مجھے تو نظر نہیں آرہا ہو سکتا ہے یہ جو سوجاکھا ہے یہ تیز کھا رہا ہو اس لئے مجھے بھی تیز کھانا چاہئے تو اس نے بڑی تیزی سے کھانا شروع کر دیا اور کچھ دیر کے بعد اسکو یہ خیال آیا کہ وہ بھی تو تیز کھا رہا ہے اور میں بھی تیز کھا رہا ہوں وہ دیکھ رہا ہے میں دیکھ نہیں رہا کچھ اور شاید اس نے ترکیب کی ہو تو خیال آیا کہ دونوں ہاتھوں سے کھا رہا ہوگا چنانچہ اس نے فوراً دوسرا ہاتھ بیچ میں ڈالا اور فوراً بیچ میں سے کھانا شروع کر دیا اور وہ جو دیکھ رہا تھا وہ ہنس کر ایک طرف ہو گیا تماشہ دیکھنے کے لئے کہ یہ کیا کر رہا ہے۔ پھر حافظ جی کو خیال آیا

کہ یہ تو کافی نہیں ہے ضرور اس نے کوئی اور ترکیب کی ہوگی۔تو کچھ دیر کے بعد اس نے ایک دم پلیٹ میں ہاتھ مارا اور کہا کہ بس تم نے جو کھانا تھا کھالیا باقی میرا ہے اب یہ میرے لئے رہنے دو۔ وہی حال اس پاگل حکومت کا ہوا ہوا ہے کہ چونکہ نظر نہیں آرہا کہ احمدی ہمارے خلاف کیا کر رہے ہیں اس لئے ضرور کچھ کر رہے ہوں گے اور چونکہ کر رہے ہوں گے اس لئے علاج یہ ہے کہ ان کو اور دکھ دیا جائے اور تکلیف دی جائے اور ان کے حقوق ان سے چھینے جائیں اس کے بغیر یہ باز نہیں آتے اور چونکہ اور ہم نے حقوق چھین لئے ہیں اس لئے اور کچھ کر رہے ہیں اس لئے اب ’’میرا حصہ‘‘ والی بات رہ گئی ہے۔ چنانچہ اس کی بھی تیاریاں ہو رہی ہیں یعنی ’’میرے حصہ‘‘ کی۔

اب سارے ملک میں جو ایک ہی ملک ہے جو ساری دنیا میں اپنی مثال ہے کہ جس میں صرف احمدیوں کی جائیدادوں کے حساب گورنمنٹ تیار کر رہی ہے کہ ان کی تجارتیں اور ان کی جائیدادیں، انہوں نے کیا مال بنائے؟ کہاں زمین خریدی؟ کس بنجر کو آباد کیا گناہ کر کے اور ملازمتوں میں پرائیویٹ ملازمتوں میں، کہاں کہاں ہیں صرف حکومت کے ملازمتوں کی بات نہیں۔تو معلوم ہوتا ہے کہ وہی دماغ میں پڑا ہوا ہے کہ باقی ’’میرا حصہ‘‘۔اب احمدیوں نے جو کرنا ہے کر لیا ہے اب ہمارا حصہ باقی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ کب تک ان کو یہ توفیق ملتی ہے اور کس حد تک ان کے خطرے بَجا ہیں؟

خطرہ تو ان کو ضرور ہے احمدیوں سے یہ بھی بتا دیتا ہوں لیکن اس سمت سے نہیں ہے جس سمت میں یہ دیکھ رہے ہیں۔ بڑے بدقسمت وہ لوگ ہوتے ہیں جو خطرے کا احساس کرتے ہیں اور کسی خاص سمت میں خطرہ سے بچنے کی تیاری کر رہے ہوتے ہیں اور خطرہ کسی اور سمت سے آجاتا ہے۔جس سمت سے ان کو خطرہ ہے اس سمت کی طرف ان کا تصور ہی نہیں جا سکتا کیونکہ یہ سفلی لوگ ہیں، یہ دنیا کے کیڑے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ الٰہی قوموں کی طرف سے جب خطرے آتے ہیں تو وہ آسمان سے نازل ہوا کرتے ہیں وہ زمین سے نہیں اٹھا کرتے۔خدا کی خاطر صبر کرنے والوں کے صبر آسمان توڑا کرتا ہے وہ نہیں توڑا کرتے۔ پہلے کتنی قومیں آئی تھیں جن سے اس زمانے کی قوموں نے بھی اسی قسم کے خطرات محسوس کئے تھے۔ وہ یہی سوچتے رہے کہ انہوں نے ہمارے خلاف سازش

کر لی ہوگی۔ کسی ملک کو اوپر چڑھانے کے لئے انتظام کر رہے ہوں گے۔ غیر آ رہے ہیں اور سازشیں ہورہی ہیں۔ کبھی لوطؑ پر یہ الزام لگایا، کبھی صالحؑ پر یہ الزام لگایا اور ساری مذہب کی تاریخ اس قسم کے فرضی خطرات سے بھری پڑی ہے لیکن خدا ہمیں بتاتا ہے کہ خطرات تو ضرور ان قوموں کو درپیش تھے لیکن وہ زمین سے آنے والے خطرات نہیں تھے وہ آسمان سے نازل ہونے والے خطرات تھے۔ پھر ایسی آندھیاں آئیں، ایسے خوفناک خدا تعالیٰ کی طرف سے عذاب کے پکڑنے والے ایسے فرشتے آئے کہ ان کا کوئی وجود باقی نہ رہا، وہ کہانیاں بن گئے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم نے یہ دیکھنا ہو کہ ان پر کیا بنی اور کیا گزری تو مٹی ہوئی قوموں کی تاریخ کا مطالعہ کرو ان راہوں پر سفر کرو جن راہوں پر وہ کبھی آباد تھے اب وہ زیر زمین دفن ہیں۔ یہ بھی ہم ان کو بتا رہے ہیں ان کو نظر نہیں آسکتا کہ میاں خطرہ تو تمہیں ضرور ہے ہماری طرف سے لیکن یہ خطرہ آسمان سے نازل ہونے والا خطرہ ہے۔ اس لئے اس طرف اپنے بچاؤ کا کوئی انتظام کرو کچھ اس طرف سے اپنی حفاظت کا کوئی خیال کرو۔

یہ تمام باتیں اور بھی بہت سے قصے ہیں لیکن یہ تو بہت ہی وسیع مضمون ہے میں نے نمونۃً چند باتیں بتائی ہیں یہ بتانے کی خاطر کہ یہ جو کچھ ہو رہا ہے اس ملک کو اس حکومت کو اگر شرعی سلطان کہہ دیا جائے تو یہ ظلم یہاں تک نہیں رہتا پھر یہ منتقل ہو جاتا ہے قرآن کریم کی طرف کہ حضرت اقدس محمد ﷺ کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اور خدا کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔

پس عدالت نے جو شرعی عدالت کے نام پر قائم تھی جب یہ فیصلہ دیا کہ اس حکومت کو وہ حق تھا سب کچھ کرنے کا جو انہوں نے جماعت سے کیا تو بنیاد یہ بنائی گئی ہے کہ مسلمان سلطان کو جو شرعی سلطان ہے اس کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ مسلمانوں کو فتنہ سے بچانے کے لئے جو چاہے کرے۔ اس حکومت کو جب شرعی سلطان کا نام دے دیا گیا تو سارے پاکستان میں جو ظلم ہو رہے ہیں وہ سارے شرعی ہو گئے۔ گویا یہ اتھارٹی مل گئی کہ آئندہ کے لئے دنیا میں جہاں کہیں بھی جب بھی فوجی انقلاب برپا ہوگا وہ انقلاب قرآن کریم کے مطابق شرعی انقلاب کہلائے گا اور اگر ایک شرعی انقلاب پیدا ہوا ہے اور دوسرا انقلاب اس کو آ کر مٹا دے اور اسکے ٹکڑے اڑا دے تو قرآن کی رو سے وہ بھی شرعی انقلاب ہے۔ اگر ایک انقلاب دن کو رات کہتا ہے اور رات کو دن تو وہ بھی شرعی انقلاب ہے۔ دوسرا اس کے دن کو رات

اور اسکی رات کو دن قرار دے رہا ہے وہ بھی شرعی انقلاب ہے کیونکہ سلطان کا نام شریعت بن گیا ہے۔ جو حکومت سرتا پا ظلم کا شکار ہوگئی ہو ظالم بن گئی ہو۔ جھوٹ روزمرہ کی عادت بن چکی ہو، حق نام سے نا آشنا ہو، اس حکومت کو شریعت کی طرف سے یہ اجازت دے دی گئی ہے یعنی شرعی عدالت کی طرف سے کہ تم جو کچھ کرتے ہو سلطان ہو خدا کے بنائے ہوئے ہو اس لئے تمہیں سب حق حاصل ہے۔

اس سے تو وہی قصہ یاد آ جاتا ہے کہ ایک دفعہ ایک آدمی لولا لنگڑا بیچارہ۔ لولا لنگڑا بیچارہ تو نہیں ایک دھوکے باز لولا لنگڑا بن کر بیٹھا تھا، بیچارہ بن کے اور ایک گھڑ سوار جا رہا تھا اس نے آواز دی کہ میاں دیکھو! میری حالت پر رحم کرو۔ میں لولا لنگڑا بیچارہ میں چل نہیں سکتا۔ مجھے اپنے ساتھ بٹھا لو میں نے لمبا سفر کرنا ہے۔ اس نے اس کو ساتھ بٹھا لیا اور وہ تھا ٹانگیں لٹکائے ہوئے ویسے تھا بالکل ٹھیک ٹھاک۔ جب وہ بیٹھا تو اس نے دھکا دے کر سوار کو گرایا اور گھوڑے کو ایڑھ دی دوڑانے کے لئے تو سوار نے کہا میاں میں تو اب تمہیں نہیں پکڑ سکتا اس لئے جلدی کی کوئی بات نہیں۔ میرے قریب آؤ ذرا بات تو سنتے جاؤ۔ اس نے کہا دیکھیں کیا بات ہے۔ وہ واپس آیا اور کہا بتاؤ کیا کہنا ہے؟ اس نے کہا گھوڑا تو تم لے جاؤ لیکن ایک بات میں تمہیں بتا دیتا ہوں کہ اب لولے لنگڑوں کو سواری کوئی نہیں دیا کرے گا اور قیامت تک جتنے ظلم ہوں گے اس وجہ سے کہ ایسے واقعات ہو جاتے ہیں ان سب کا گناہ تمہارے سر تھوپا جائے گا۔ اس لئے شرعی عدالت نے یہ جو فیصلہ دیا ہے اس کے لئے خدا کے سامنے تو جواب دہ ہے ہی۔ اس فیصلے کی بنا پر اب قیامت تک شرعی عدالتوں کا اعتبار کسی کو نہیں ہوگا اور شرعی عدالت کی جو بیان کردہ حکومتیں ہیں اُن سے بھی یہ دنیا متنفر ہو جائے گی۔

اسلام سے متنفر کرنے کی سازش ہے یہ، حقیقت یہ ہے اور یہ سازش باہر کے ملکوں میں عیسائی دنیاؤں کی تیار کردہ ہے۔ تمام دنیا میں اسلام کو بدنام اور ذلیل کرنے اور رسوا کرنے کے لئے یہ قصے چلائے جا رہے ہیں کہ اسلام کے نام پر نہایت غیر اسلامی حکومتیں قائم کی جائیں جو ظلم کی راہ سے اسلام کی دھجیاں ادھیڑ دیں۔ یہ سب کچھ ہو رہا ہے اور اسکے متعلق ایک عدالت نے یہ فیصلہ دیا ہے شرعی کہلاتی ہے کہ یہ شریعت کے عین مطابق ہے اور شرعی سلطان ہے اور اسکی ہر کارروائی عین شریعت کے مطابق ہے اور درست ہے اس لئے یہ دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ رحم کرے قوم پر اور باقی مسلمان

ممالک پر بھی جو بین الاقوامی سازشوں کا شکار ہورہے ہیں۔ استعماری طاقتیں استعمال کر رہی ہیں ان کو اور اس بات کا ثبوت اس سے بڑا اور کوئی نہیں ہوسکتا کہ ہر وہ ایسی حکومت جو شریعت کے نام پر اسلام پر ظلم کر رہی ہے اسکی پشت پناہی ان طاقتوں کو حاصل ہے۔ وہ ایک دن کے لئے اپنی پشت پناہی ہٹالیں تو ان حکومتوں کے ٹکڑے اُڑ جائیں۔

یہ ہے سازش اسلام کے خلاف اس کا درد بھی تو احمدی کو کرنا ہے۔ اس لئے جماعت احمدیہ کو یہاں دعا یہ کرنی چاہئے کہ ملک کی اکثریت کو اللہ تعالیٰ ان فتنوں کے عذاب سے بچائے کیونکہ امر واقعہ یہ ہے کہ جب ایک حکومت مظالم میں حد سے بڑھ جاتی ہے تو ایک وقت ہوتا ہے مقرر جس کے بعد خدا کی پکڑ لازماً آتی ہے۔ اگر اس کے ظلم کا نشانہ خدا والے لوگ ہوں تو پھر لازماً اسکی پکڑ آجاتی ہے۔ اگر اس کا نشانہ عام دنیا والے ہوں تو پھر کوئی ضروری نہیں ہے جیسی روح ویسے فرشتے، جس قسم کی دنیا ویسی ان کی حکومتیں، خدا کو کیا ضرورت ہے کہ ہر جگہ ظالموں کے اوپر ظالم حاکموں کو پکڑتا رہے۔ **لیکن یہ ایک قانون قدرت ہے جس میں کبھی کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی ساری شریعت کی تاریخ بتا رہی ہے کہ جب بھی کسی سلطان نے خدا کے بندوں پر ہاتھ ڈالا اس حکومت کو یقیناً خدا نے تباہ کیا۔ آج کیا ہو یا کل کیا ہو لیکن بالآخر جب خدا کی پکڑ آئی ہے تو** وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ ۝ (ص:۴) **پھر انکے بچنے کی کوئی راہ کبھی نظر نہیں آئی۔** لیکن بعض دفعہ اس پکڑ کے ساتھ جس طرح آٹے کے ساتھ گھن بھی پیسا جاتا ہے بعض سادہ اور صاف نفس لوگ بھی مارے جاتے ہیں۔

بھاری اکثریت ہمارے ملک کی نیک دل ہے۔ یہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں جو گناہوں میں ملوث بھی ہیں وہ بھی فطرتاً سعید ہیں، مجبور ہیں بچارے حالات سے۔ اگر اُن کو پنپنے کا ماحول میسر آجاتا تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے یہ میں آپ کو بتا دیتا ہوں۔ بڑا وسیع میں نے جائزہ لیا ہے امت محمدیہ ﷺ کا۔ اس امت کی مٹی زرخیز ہے یہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ صرف مشکل یہ ہے کہ ظالم جو اسکی آبیاری کرتے ہیں وہ غلط ہیں۔ پاکستان میں سے تو وہ احمدی نکلے جو آج حیرت انگیز صبر اور استقلال اور ایثار کے نمونے دکھا رہے ہیں وہ کسی اور ملک کی مٹی تو نہیں۔ کابل کی سرزمین سے ہی تو

عبداللطیف شہید پیدا ہوئے تھے اس لئے قوم کو رد کر دینا اور یہ کہنا شروع کر دینا کہ قوم گندی ہوگئی ہے ماری جائے یہ بالکل ظالمانہ طریق ہے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ لیڈر تباہ ہو جاتے ہیں تب جا کے قوموں پر عذاب آتے ہیں۔اس لئے قوم کی دعائیں نہیں چھوڑنی۔اگر یہ قوم گندی ہوتی تو آج سینکڑوں کی بجائے ہزاروں لاکھوں احمدی مصیبت میں مبتلا ہوتے یہ میں آپ کو بتا دیتا ہوں۔بے شمار ایسے واقعات ہیں جو آپ کے علم میں نہیں آ رہے جہاں جھوٹے الزام لگائے گئے ہیں اور وہ عام مجسٹریٹ جو دنیا کی خاطر رشوت بھی کھانے والے تھے اتنا خوف خدا کا ضرور رکھتے ہیں کہ خدا کے نام پر ظلم برداشت نہیں کرتے اور وہ ان مقدموں کو خارج کر دیتے ہیں اور قبول کرنے سے انکار کر دیتے ہیں، روزانہ ایسی خبریں بھی آ رہی ہیں۔ایسے پولیس کے آدمی ہیں جو ویسے تو دنیا داری میں ملوث اپنے نفس کی خاطر گناہ بھی کر لیتے ہیں لیکن اتنا خوف خدا کا ضرور رکھتے ہیں کہ ایک آدمی واضح طور پر بغیر کسی جرم کے محض خدا کے نام پر پکڑا ہوا آ رہا ہے وہ اسے قبول کرنے سے انکار کر دیتے ہیں۔تو یہ جو واقعہ ہو رہا ہے کہ ہزارہا کوششوں میں سے صرف چند کوششیں کامیاب ہوتی ہیں یہ اس بات کا قطعی ثبوت ہے کہ قوم کا دل گندہ نہیں ہے۔اگر قوم کا دل گندہ ہوتا تو آپ کے حالات بالکل مختلف ہوتے میں یہ آپ کو یقین دلاتا ہوں۔اس لئے اپنی قوم کے اس احسان کو بھولنا نہیں ہے۔بھاری اکثریت ہے قوم کی جس نے اس فیصلے کو رد کیا ہے اور وہ اس کو ظلم قرار دیتے ہیں کہ اسلام کے نام پر اذانیں بند کی جائیں، اسلام کے نام پر مسلمان کہلانے کے حق سے محروم کیا جائے، اسلام کے نام پر اپنے دفاع کا حق چھین لیا جائے، اسلام کی نام پر اپنے مذہب کی تبلیغ سے باز کر دیا جائے۔بھاری اکثریت ہے آپ کے ملک کی یعنی پاکستان کی میرا مطلب ہے پاکستان کی بھاری اکثریت ایسی ہے احمدیت تو خیر بین الاقوامی ہے لیکن چونکہ پاکستان کا ذکر ہو رہا ہے اس لئے آپ کا ملک جب میں نے کہا تو مراد پاکستان تھا۔پس پاکستان کو اس طرح رد کر دینا کہ گویا نعوذ باللہ من ذالک پاکستان ظالم ہو گیا ہے، یہ بالکل غلط ہے۔بعض اخبارات میں مجھے یہ خبریں دیکھ کر بڑی تکلیف پہنچی کہ بعض لکھنے والے جو احمدی نہیں ہیں۔انگریز ہیں یا جرمن ہیں یا افریقن ہیں انہوں نے ان مظالم کو اس طرح پیش کیا ہے کہ گویا پاکستان ظالم ہے حالانکہ حقیقت یہ کہ

پاکستان مظلوم ہے۔ پاکستان ظالم نہیں ہے، پاکستان پر ایسے حاکم قابض ہیں جو نہ پاکستانی کہلانے کا حق رکھتے ہیں نہ مسلمان کہلانے کا حق رکھتے ہیں کیونکہ ملک کے خلاف بھی ظالمانہ فیصلے کر رہے ہیں اور مذہب کے خلاف بھی ظالمانہ فیصلے کر رہے ہیں۔ آنکھیں کھول کر جھوٹ بول رہے ہیں اور ہر بدی میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ اس لئے غریب ملک کو کیوں آپ ظالم کہتے ہیں یا ظالم کہنا برداشت کرتے ہیں؟ ہر جگہ جہاں جہاں احمدی ہے اس کا فرض ہے انصاف کے تقاضے کے لحاظ سے بھی اور احسان مندی کے تقاضے کے لحاظ سے بھی کہ کسی جگہ پاکستانی قوم کے اوپر ظلم کے داغ کو برداشت نہ کرے۔ وضاحت کرے کہ جھوٹ بولا جا رہا ہے اگر یہ کہا جا رہا ہے۔ ہم مظلوم ہیں لیکن پاکستان کے مظلوم نہیں ان لوگوں کے مظلوم ہیں جن کا سارا پاکستان مظلوم ہے۔ صرف فرق یہ ہے کہ ہم پر زیادہ ظلم ہو رہے ہیں ان پر کم ہو رہے ہیں۔ لیکن ایک پہلو سے وہ ہم سے بھی زیادہ مظلوم بن جاتے ہیں۔ ان کا والی کوئی نہیں، ان کے اوپر خدا کی وجہ سے ظلم نہیں ہو رہے، خدا کے نام پر ظلم نہیں ہو رہے اس لئے وہ ان قوموں کی صف میں کھڑے ہیں جن میں بعض دفعہ ہزارہا ظلم ہوئے اور سالہا سال ظلم ہوتے رہے مگر کبھی ان کی شنوائی نہیں ہوئی۔ بعض قوموں پر ایک ایک ہزار سال کے مظالم ہوئے ہیں۔ اس لئے اگر بنظر غور دیکھیں تو پاکستانی جو غیر احمدی ہیں وہ آپ سے ہزاروں گنا زیادہ مظلوم ہیں۔ ان کا کوئی والی کوئی وارث نہیں ہے۔ وہ بچارے بھیڑ بکریوں کی طرح مظالم کا نشانہ بنائے جا رہے ہیں اور کوئی مستقبل کی امید ان کو نظر نہیں آ رہی۔ احمدی کو تو مستقبل ہی نظر نہیں آ رہا بلکہ ایک شاندار ماضی بھی نظر آ رہا ہے اپنی ضمانت کے طور پر۔ وہ جانتا ہے کہ ہم اس خدا کے نام پر ظلموں کا نشانہ بنائے جا رہے ہیں جو زندہ خدا ہے، غیور خدا ہے، اس نے کبھی پہلے ہمیں بے سہارا نہیں چھوڑا تھا آج وہ ہمیں کیسے چھوڑ دے گا۔ تو مظلوم تو وہ ہیں جن کا سہارا کوئی نہیں آپ کیسے مظلوم ہوئے ان معنوں میں میرا مطلب ہے؟

یعنی مظالم تو ہیں لیکن ان مظالم کی داستان کسی اور طرف ختم ہونے والی داستان ہے۔ یہ مظالم ایسے نہیں کہ جن پر ہوتے ہیں ان کو مٹایا کرتے ہیں یہ وہ مظالم ہیں جو ظلم کرنے والے ہاتھوں کو مٹا دیا کرتے ہیں۔ تَبَّتۡ یَدَاۤ اَبِیۡ لَہَبٍ (اللھب: ۲) کی آواز آپ سنیں، یہ وہ آواز ہے جو چودہ سو سال پہلے مکہ میں اس وقت بلند ہوئی تھی جب کہ وہم و گمان بھی کوئی نہیں کر سکتا تھا کہ ابولہب اور

اسکے ساتھی سردار اس طرح ہلاک ہونگے کہ ان کے دونوں ہاتھ کاٹے جائیں گے۔ کس شان کے ساتھ وہ آواز پوری ہوئی؟ تو جس قوم کے حق میں یہ آوازیں بلند ہورہی ہوں تَبَّتۡ یَدَاۤ اَبِیۡ لَهَبٍ وَّ تَبَّ ؕ (اللھب:۲) ہلاک ہو گیا ابولھب اور اسکے دونوں ہاتھ بھی کاٹے گئے اس کے لئے یہ کہنا مظلومیت سے مغموم ہو جانا اور دب جانا اس کی کوئی حقیقت نہیں۔

پس اپنے مظلوم بھائیوں کے لئے دعا کریں اور دعا یہ کریں کہ ایک ظالم کا ظلم ان کے اوپر نہ ٹوٹے کیونکہ بعض دفعہ قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ جب قومی عذاب آتے ہیں تو پھر کھرے کھوٹے کی تمیز نہیں کی جاتی۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے، اور ان کو ہوش دلائے۔ مجھے یہ نظر آ رہا ہے کہ وقت قریب سے قریب آ رہا ہے اور بہت ہی بھیانک سزائیں مقدر ہیں ان لوگوں کے لئے اور یہ مجھے پتہ ہے کہ آپ کے دل خواہ کتنے ہی دکھی ہوں آپ کا دل کتنا ہی یہ کہتے ہوں کہ یہ ہو وہ ہو جب سزا آئے گی تو سب سے زیادہ آپ کو تکلیف پہنچے گی کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے آپ کو پاک دل بنا دیا ہے اپنی دعاؤں سے، اپنی گریہ وزاری سے، اپنی نیک نصائح سے، معاف کرنے والا دل دیا ہے، حلیم دل دیا ہے، اپنے دشمن کے دکھ پر بھی رونے والا دل دیا ہے۔

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا یہ ایک عجیب واقعہ ہے کہ جب آتھم کے متعلق پیشگوئی تھی تو جس رات وہ وقت ختم ہونا تھا اس رات سارا قادیان بے چین تھا اور یہ دعائیں کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ آج اس پر عذاب آجائے اور حضرت مسیح موعود الصلوۃ والسلام سچے ثابت ہوں۔ صبح اٹھ کر کسی صحابی نے یہ ذکر کیا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ ہم تو یہ دعا کرتے رہے ہیں کہ اللہ اسکو توبہ کی توفیق دے اور نہ عذاب آئے۔ جسکی سچائی کا سوال تھا اس کا تو یہ دل تھا اس لئے ہمیں تو وہی دل ملا ہے کہ جب سزائیں ملیں گی تو سب سے زیادہ درد ہمیں ہی پہنچے گا۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور اس وقت سے پہلے اس قوم کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

میں نے جس کتاب کا ذکر کیا تھا وہ فصل الخطاب نہیں ہے بلکہ القول الفصل ہے۔ فصل الخطاب حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی کتاب ہے اور القول الفصل حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی ہے۔ تو پہلے یہی یہ حرکت کر چکے ہیں کہ القول الفصل کو حضرت میاں بشیر احمد کی طرف

منسوب کرنے کی بجائے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی طرف منسوب کیا گیا ہے اور باوجود اس کے کہ غلطی ظاہر کی گئی تھی پھر دوبارہ اس کا تکرار معلوم ہوتا ہے بد دیانتی سے کیا جا رہا ہے۔

خطبہ ثانیہ کے دوران فرمایا:

آج دو غائب جنازے پڑھے جائیں گے۔ایک حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ کی بیگم حضرت بُو صاحبہ کہلاتی تھیں اور ہمارے ناظر اعلیٰ صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی والدہ، وہ چند دن ہوئے ہیں وفات پا گئی ہیں اور اس میں تو میری اپنی خواہش تھی کہ میں یہ جنازہ پڑھ سکتا لیکن مجبوری تھی اس لئے یہ جنازہ غائب پڑھا جائے گے۔

اسکے علاوہ ایک سلسلہ کے پرانے خادم ہیں، ان کے لئے اگر چہ درخواست کوئی نہیں آئی لیکن میرے اپنے دل کی یہی تمنا ہے کہ ان کی نماز جنازہ میں مَیں بھی شامل ہوں، مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری، کافی بڑا لمبا عرصہ دیار افریقہ میں تبلیغ اسلام کی ہے اور بہت ہی محنت اور خلوص سے اور بہت بے لوث خدمت کی ہے اور بڑی بڑی مصیبتوں میں سے گزرے ہیں۔ان کی ایک کتاب ''روح پرور یادیں'' بڑی دلچسپ کتاب ہے اور واقعی بڑی روح پرور ہے، میں نے وہ پڑھی ہے۔ان کے اپنے واقعات بھی ہیں اور سلسلہ کے دوسرے مبلغین کے واقعات بھی ہیں افریقہ میں حالات بہت ہی زیادہ تکلیف دہ تھے اور جماعت کے لئے بے انتہا مصیبتیں تھیں اور کوئی ذرائع میسر نہیں تھے۔ایسے ذرائع بھی نہیں تھے کہ جس کو بھیجا جائے اسکو وقت پر واپس بلایا جائے۔بعض دفعہ سالہا سال ایسے آئے کہ ایک آنہ بھی مبلغ کو نہیں بھجوایا جا سکتا تھا وہ جڑیں نکال کر اور مرچ لگا کر کھاتے اور گزارہ کرتے رہے۔یہ بعض مبلغین ہیں جنہوں نے اس زمانہ میں بڑی تکلیفیں اٹھائی ہیں۔انکی کتاب ضبط کر لی گئی تھی اور اس جرم میں ان کو قید بھی کیا گیا اور ابھی مقدمہ کی حالت میں ہی تھے، ابھی بھی آزاد نہیں ہوئے تھے کہ ان کی وفات ہوگئی۔جب خدا کسی کو آزادی دیتا ہے تو کون ہے جو اسکو روک سکتا ہے؟ یہ تو اپنی جنت میں چلے گئے ہیں اللہ تعالیٰ پکڑنے والوں پر رحم کرے ان کے لئے کیا مقدر ہے یہ خدا ہی بہتر جانتا ہے۔تو ان کا غائب جنازہ بھی ہوگا۔